Bosina: A Short History, by Noel Malcolm, Macmillan, London, 1994. -۲

نوئل میلکم ایک قدامت پسند ٹوری دانش ور ہیں، نسل، قوم، مذہب جیسے تصورات پر یقین رکھتے ہیں، لیکن انھوں نے جس مہارت اور خوب صورتی کے ساتھ مسلم بوسنیا کی تاریخ کے دریا کو کوزے میں بند کیا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مختصر ہی نہیں، انتہائی جامع بھی۔ ان کی رسائی ترک، سرب، کروایٹ، جرمن، فرنچ، تمام زبانوں کی کتابیات تک ہے، اور اپنے ماخذ پر ان کی گرفت بڑی مضبوط ہے۔ اس کا مظہر ان کے ۴۴ صفحات پر مشتمل حوالے اور حواشی بھی ہیں، اور آخر میں ۲۰ صفحات پر مشتمل تقریباً ۵۰۰ ماخذ کی کتابیات بھی۔

بوسنیا کا کوئی مطالعہ اس کتاب سے مستغنی ہو کر نہیں کیا جا سکتا۔ مغربی طاقتوں نے جس پہلو سے بھی تاریخ کو مسخ کیا، اور جھوٹ کے طومار باندھے، میلکم نے اس کا پول کھول دیا ہے۔

مغرب، کروایٹ اور سرب، صرف مستقبل ہی نہیں مٹا رہے، ماضی بھی مٹا رہے ہیں۔ انسان، عمارتیں، لائبریریاں، سب کے سب۔ "اس سے پہلے کہ ملک مکمل طور پر تباہ ہو جائے، میں اس کتاب میں اس کی تاریخ محفوظ کر دینا چاہتا ہوں"۔ (ص xxiv)

میلکم، پہلے، ۱۱۸۰ سے شروع کر کے، ۱۴۶۳ تک بوسنیا کی خوش حال طاقت ور ریاست کے احوال بیان کرتے ہیں۔ پھر، خلافت عثمانیہ کے فتح کر لینے کے بعد، بوسنیا میں اسلام کس طرح تیزی سے پھیلا، ۱۸۷۸ تک وہ کس طرح خلافت کے نیم خود مختار صوبہ کی حیثیت سے امن، خوش حالی، ثقافتی ترقی، رواداری کا گہوارہ بنا رہا، ۱۸۷۸ میں آسٹرو۔ ہنگرین کا اور پہلی جنگ عظیم کے بعد یوگوسلاویہ کا، جزو بن کر بوسنیا پر کیا قیامتیں ٹوٹیں، یہ ساری داستان وہ بڑے محققانہ انداز میں سناتے ہیں۔ آخری دو باب ۱۹۸۹ - ۱۹۹۲ اور ۱۹۹۲ - ۱۹۹۳ بوسنیا کی تباہی کی درد بھری داستان پر مشتمل ہیں۔ میلکم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بوسنیا پر جنگ باہر سے مسلط کی گئی ہے، اندر کوئی ایک بھی عامل ایسا نہیں تھا جو اس جنگ کا باعث بنتا۔

Bosnia and Hercegovina: A Tradition Betrayed, by, Robert J. Donia and John V.A. Fine, Columbia University Press, 1994 -۳

دونوں مصنف، مورخ ہیں۔ ڈونیا، ازمنہ وسطیٰ سے شروع کر کے عثمانی حکومت کے خاتمے تک کی کہانی سناتے ہیں۔ فائن، آسٹرو ہنگرین قبضے سے شروع کر کے کہانی کو حالیہ جنگ تک پہنچا دیتے

ہیں۔ دونوں اپنے اپنے زمانے کی تاریخ کے ماہر ہیں۔ یہ دونوں بھی ناقابل تردید حقائق کے ساتھ یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ بوسنیا ہمیشہ ایک علیحدہ ملک رہا ہے' اس کی سرحدیں سربیا اور کروشیا کی بہ نسبت زیادہ محفوظ اور مستقل رہی ہیں۔ وہ یہ بھی دکھاتے ہیں کہ بلقان میں خون ریزی ضرور ہوئی ہے' لیکن آج سے پہلے کبھی بوسنیا کے تینوں گروہوں کے درمیان' اور نسلی بنیاد پر' کبھی بھی نہیں ہوئی۔ یہ نہ خانہ جنگی ہے' نہ نسلی جنگ۔ کتاب کا انداز تحریر آسان اور سلیس ہے' ہائی اسکول کی درسی کتاب کی طرح۔ میلکم کی تاریخ کے بعد' اگر مزید پڑھنا ہو تو یہ کتاب مفید اور دلچسپ ثابت ہوگی۔

The National Question in Yugoslavia: Origins, History, Politics, by I.Banac, Ithaca, 1984 -۲

بلقان کی تاریخ پر مزید تفصیل کے لیے' یہ کتاب ایک مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

Slaughterhouse Bosnia and the Failure of the West, by David Rieff, Simon & Schuster, Newyork, 1995 -۵

ڈیوڈ رائف ایک صحافی ہیں اور بار بار بوسنیا گئے ہیں۔ وہ پوری بے باکی سے' مغرب کے جرائم کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ ان کی آواز میں حمایت حق کی گھن گرج بھی ہے' مغرب کے خلاف غم و غصہ بھی' یاس و ناامیدی بھی۔ انداز صحافیانہ ہے' لیکن حقائق سے لبریز۔ کتاب مختصر ہے لیکن جامع۔ مغربی طاقتوں کے جرائم کے خلاف اتنی تفصیل سے اور اتنی مضبوط فرد جرم اور کہیں مشکل سے نظر آئے گی۔ دس ابواب پر مشتمل یہ کتاب' جس میں نہ عنوانات ہیں نہ سرخیاں' ایک مسلسل بیان ہے۔ لیکن جو اپنے احساس شرم' اذیت اور غم و غصہ پر قابو پا سکتا ہو' وہ اس کتاب کو ختم کیے بغیر ہاتھ سے نہیں رکھ سکتا۔

رائف بالکل واضح کر دیتے ہیں "میں مذبح خانے کا لفظ اس لیے استعمال کر رہا ہوں کہ جو کچھ بوسنیا میں ہوا' اسے "جنگ" کہنا صورت حال کو مسخ کرتا ہے۔ یہ ایک آبادی' ایک تمدن' ۵۰۰ سالہ یورپین اسلام کو ختم کرنے کے نفرت انگیز کام کو عزت بخشتا ہے"۔ جنگ میں' خون ریزی کے باوجود' قوانین ہوتے ہیں' ضابطہ عزت و اخلاق ہوتا ہے "بوسنیا میں کچھ بھی نہیں ہے؟"

رائف تفصیل سے بتاتے ہیں یہ مغرب کا فیصلہ تھا کہ سربیا درندگی کی بد ترین کارروائیاں کرے۔ اس کے تعاون کے بغیر یہ ممکن نہیں تھا۔ سفارت کار پہلے دن سے جانتے تھے کہ ہمیں بوسنیا کو بچانے کے لیے انگلی بھی نہیں ہلانا۔ مغرب کا ایجنڈا صرف اتنا تھا کہ یہ تاثر پیدا ہوتا رہے کہ کچھ کیا جا رہا ہے" [اور آج بھی یہی ہے]۔ ایک یو این کمانڈر نے رائف کو بتایا: "ہمارا مشن یہ تھا کہ کچھ نہ کرو' بس تاثر

دو کہ کچھ کر رہے ہو۔یہ بڑا مشکل مشن تھا"۔[ایک باضمیرانسان کے لیے]

۶۔ A Witness to Genocide by Roy Gutman, Element Books, Longmead, 180 pp. [Macmillan, USA]

گٹ مین بھی ایک صحافی ہیں۔وہ نیوز ڈے 'نیویارک کو' ۲۱ نومبر ۱۹۹۱ سے ۲۲ جون ۱۹۹۳ تک بوسنیا میں قتل و غارت 'نسل کشی 'عصمت دری 'گھر بدری 'کی رپورٹس بھیج رہے ہیں۔ساتھ ہی انھوں نے مغربی طاقتوں کا چہرہ بے نقاب کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔یہ کتاب انھی رپورٹوں کو جمع کر کے ترتیب دی گئی ہے۔آغاز میں ۳۶ صفحات کے نوٹ اور تعارف میں وہ پوری کہانی کو سمیٹ کر چند لفظوں میں بیان کر دیتے ہیں۔

قتل و غارت اور عصمت دری کے یہ مرقعے اتنے دردناک ہیں کہ سنگ دل سے سنگ دل انسان بھی آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔آخری رپورٹ اقوام متحدہ فوج کے کینیڈین کمانڈر جنرل میکنیزی کے بارے میں ہے۔جنرل صاحب 'ریٹائرمنٹ کے بعد' امریکہ میں سرب لابی 'سرب نیٹ' سے ہر تقریر کے لیے ۱۰ ہزار ڈالر فیس لے کر تقریریں کر رہے ہیں اور امریکن کانگریس کو یہ یقین دلانے میں مصروف کہ اصل قصور مسلمانوں کا ہے' اور مسئلہ کا حل یہ ہے کہ ان کو بوسنیا کے وسط میں ایک چھوٹی سی محصور ریاست دے کر' باقی ملک سربیا اور کروشیا کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔[سرائیوو کے ارد گرد بم باری اور او آئی سی کے ساتھ میٹنگ کے ذریعے صلح کے معاہدہ کی کوشش کا ہدف بھی یہی ہے]۔

۷۔ War Crimes in Bosina - Hercegovina, Helsinki Watch, New York, 1992

۸۔ Bankrupt in the Balkans: British Policy in Bosnia, by J.M.O. Sharp, London, 1993.

۹۔ Blundering in the Balkans: European Community and the Yugoslav Crisis by Mark Almond, Oxford, 1991.

۱۰۔ A Paper House: The Ending of Yugoslavia, by M. Thompson, London, 1993.

۱۱۔ Europe's Backyard War, by Mark Almond, Heinemann, London.

۱۲۔ Islam in the Balkans: Religion and Society between Islam & Europe, by H.T. Norris, London, 1993.

فی ظلال القرآن ' (جلد اول ' پارہ ۱ تا ۴) سید قطب شہید - مترجم: سید معروف شاہ شیرازی - ناشر: ادارہ منشورات اسلامی بالمقابل منصورہ لاہور - صفحات: ۹۶۱ - قیمت: ۵۰ ۲روپے -

"فی ظلال القرآن" کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے - چار دانگ عالم میں مشہور اور اپنے دور کی بے نظیر علمی ' دعوتی 'تحریکی اور انقلابی تفسیر ہے - قافلہ تجدید و احیاے دین اور کاروان انقلاب و جہاد کے سرخیل و امام سید قطب شہید کے قلم خارا شگاف کا شاہکار ہے -

اس میں علمی موشگافیوں اور فقہی باریکیوں سے ہٹ کر قرآن پاک کے اصل مقصد اور مضامین کو اجاگر کیا گیا ہے - مصنف نے قرآن پاک کی اثر انگیزی 'جس نے عرب کی کایا پلٹ دی تھی 'کی راہ میں حائل پردوں کو چاک کر دیا ہے - اس کے ذریعے قرآن پاک کا مطالعہ کرنے والا اس تحریک کے ساتھ جا کھڑا ہوتا ہے جو ہبوط آدم علیہ السلام کے وقت سے روے زمین پر برپا ہوئی اور انبیا علیہم السلام کی قیادت میں چلتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور تک آپہنچی - آپ ؐ کے بعد بھی یہ تحریک زندہ ہے اور قیامت تک جاری رہے گی - قاری توحید و رسالت اور آخرت کے عقیدے کو قافلے کے ایک رفیق اور تحریک کے ایک کارکن کی حیثیت سے سنتا اور سمجھتا ہے اور قوموں کے عروج و زوال کی داستان کو امت کے ایک فرد کی حیثیت سے پڑھ کر اس سے سبق لیتا ہے -

سید قطب شہید عربی ادب میں ممتاز مقام رکھتے تھے - ان کی زبان اور قلم میں دریا کی سی روانی اور سمندر کی سی طغیانی ہے - وہ اپنی بلند پایہ خطابت کے ذریعے قرآن پاک کے مضامین کو دل و دماغ میں اس طرح سے جاگزین کر دیتے ہیں کہ پڑھنے والا باطل کے ساتھ ٹکرا جانے اور اسے پاش پاش کر کے رکھ دینے کے لیے بے قرار ہو جاتا ہے -

عرب دنیا میں اس تفسیر نے ایک تہلکہ برپا کر دیا ہے - عجم اس سے فیض حاصل کرنے کے انتظار میں تھا - اس کے اردو ترجمے کی بڑے پیمانے پر طلب اور خواہش تھی - اس کے لیے ایسے مترجم کی ضرورت تھی جو عربی ادب پر گہری دسترس رکھتا ہو اور اردو کے بہترین اسلوب نگارش سے بھی اچھی طرح آشنا ہو - تفسیر و حدیث 'فقہ اسلامی اور دوسرے علوم عربیہ و اسلامیہ پر بھی اس کی نظر ہو - اسلامی تحریک سے بھی گہری اور عملی وابستگی رکھتا ہو - اس کا ایک ترجمہ بھارت کے سید حامد علی مرحوم نے شروع کیا تھا 'مگر وہ نامکمل رہ گیا - (گذشتہ ماہ اس پر تبصرہ آچکا ہے) پاکستان میں سید معروف شاہ شیرازی نے کافی عرصے قبل اس عظیم الشان تفسیر کے ترجمے کا آغاز کیا تھا - وہ قدیم و جدید کا حسین امتزاج ہیں - عربی اور اردو ادب سے انھیں زمانہ طالب علمی سے شغف ہے - متعدد جدید تحریکی اور عربی کتب کا ترجمہ کر کے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں - اس طرح سے انھیں ترجمہ کے میدان میں پوری مہارت اور تجربہ حاصل ہو گیا ہے - وہ "فی ظلال القرآن" کا ترجمہ الحمدللہ پایہ تکمیل کو پہنچ چکا